© rasailojaraid.com

نظرات

پروفیسر ٹوائن بی (A. J. Toynbee) جن کا ۱۹۷۵ء میں انتقال ہوگیا عصر حاضر کے عظیم مورخ اور فلسفہ تاریخ کے بڑے فاضل اور ماہر تھے، بارہ جلدوں میں ان کی کتاب "تاریخ کا مطالعہ" (Study of History) جو ان کی چالیس برس کی محنت اور غور وفکر کا نتیجہ ہے۔ مقدمہ ابن خلدون کا اعلیٰ ترقی یافتہ یورپین اڈیشن معلوم ہوتی ہے۔

میرے قیام کلکتہ کے زمانہ میں (غالباً سنہ ۵۶ء یا ۵۷ء میں) ایک مرتبہ موصوف ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں ہوتے ہوئے کلکتہ بھی آئے تھے اور وہاں ایشیاٹک سوسائٹی نے ان کو عصرانہ دیا تھا، میں نہ صرف یہ کہ ایشیاٹک سوسائٹی کی کونسل کا ممبر تھا بلکہ عربی، فارسی اور اردو کے لئے Joint Philological Secretary بھی تھا جو ایک بڑا علمی اعزاز سمجھا جاتا ہے، اس بنا پر عصرانہ میں میں بھی شریک تھا اور میری کرسی پروفیسر صاحب موصوف کی کرسی کے قریب تھی، اثنائے گفتگو میں ہم میں سے کسی نے دریافت کیا: آپ نے ہندوستان کے حالات کا بڑے غور وفکر سے مطالعہ کیا ہے تو اب اس کے مستقبل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ پروفیسر ٹوائن بی یہ سنتے ہی سنجیدہ ہو گئے، کچھ دیر خاموش رہے اور پھر بولے، پہلے تو انھوں نے ہندوستان اور خاص طور پر وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی بڑی تعریف کی، اور اس کے بعد کہا: "مگر میں سمجھتا ہوں کہ اب سے تیس برس کے ملک میں مرکز کو کمزور کرنے (Decentralization) اور الگ الگ ہونے (Disintegration) کا عمل (Process) شروع ہو جائے گا۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آج ملک کے حالات کا جائزہ لیجئے تو صاف نظر آئے گا کہ موصوف نے جو پیش گوئی کی تھی وہ ایسی غلط نہ تھی، جنوبی ہند کی چار ریاستوں میں اور اب ریاست جموں وکشمیر میں الکشن کے موقع پر علاقائی پارٹیوں کا عظیم یا قابل ذکر اکثریت سے کامیاب ہوکر برسر اقتدار آجانا اور مرکز کی با اقتدار پارٹی (کانگرس۔ آئی) کا شکست فاش کھاجانا، اور پھر جنوبی ہند کی چاریاستوں کا اپنی الگ ایک مشاورتی کونسل بنا لینا، ساتھ ہی پنجاب اور آسام میں رہ رہ کر جو طوفان اٹھ رہے ہیں، ان کو پیش نظر رکھئے اور غور کیجئے کہ یہ سب علامات ہوا کے کس رُخ کا پتہ دیتی ہیں، یہ بالکل واضح طور پر دلیل ہیں کہ ملک میں علاقائی خودمختاری کے رجحانات تیزی سے ترقی کر رہے اور زور پکڑ رہے ہیں۔

پچھلے دنوں ریاست جموں وکشمیر میں اسمبلی کے لئے جو انتخابات ہوئے وہ بھی بڑے معرکہ آرا تھے، یہ دیکھ کر کہ شیخ عبداللہ جو نیشنل کانفرنس کے بانی مبانی اور روح رواں تھے اب دنیا میں نہیں ہیں، کانگرس (آئی) نے ریاست پر دھاوا بول دیا۔ پارٹی کے بڑے بڑے سورماؤں نے وہاں مستقل ڈیرے خیمے ڈال دیئے اور ووٹ حاصل کرنے کے لئے ترغیب وترہیب کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، خود وزیر اعظم بار بار وہاں پہونچیں، حسب معمول دورے کرکے نہایت اشتعال انگیز تقریریں کیں لیکن باایں ہمہ نتیجہ وہی ہوا جس کی غالب توقع تھی، یعنی نیشنل کانفرنس واضح اکثریت سے کامیاب ہوگئی، الکشن کے بعد کانگرس (آئی) کے بعض ممتاز لیڈروں اور بعض مرکزی وزیروں نے کہا ہے کہ الکشن میں دھاندلی ہوئی ہے اور غیر قانونی ناجائز ذرائع کا عام اور کھلے بندوں استعمال ہوا ہے، ہم کہتے ہیں اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو کانگرس کو قانونی چارہ جوئی کرنا چاہیئے، لیکن یہ حقیقت بہرحال باور کرلینی چاہیئے کہ الکشن جب کبھی ہو گا نتیجہ بہرحال یہی ہوگا کیونکہ اس سے انکار ممکن نہیں ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ نیشنل کانفرنس بحیثیت مجموعی عوام کے جذبات اور ان کی امنگوں کی ترجمان ہے۔ اس لیئے اصل طاقت کانفرنس کی ہے، فاروق عبد اللہ کی نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ملک میں علاقائی خود مختاری کے رجحانات کیوں ترقی پذیر ہیں؟ جواب یہ ہے کہ یہ ایک بڑا وسیع ملک ہے جس میں زبان، کلچر، معاشرت اور مذہب کے علاقائی اختلافات بڑی کثرت سے ہیں، زبان کی اساس پر صوبوں کی تشکیل نو نے ان اختلافات کو ایک مستقل وحدت بنا دیا ہے، ایک طرف علاقائی اختلافات کا یہ عالم ہے اور دوسری جانب اپنی بے عملی، خود غرضی اور تنگ نظری کے باعث مرکز ریاستوں کا اعتماد حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے، قومی یکجہتی کا بس فقط نام ہی نام ہے، ورنہ اس کا کہیں وجود نہیں، عوام کی معاشرتی اور معاشی حالت اس درجہ زبوں ہے کہ کسی ملک کے عوام کی حالت ایسی نہیں ہو گی، تاریخ بتاتی ہے کہ جب کبھی کسی ملک میں اس قسم کے حالات پیدا ہوئے ہیں ملک میں انقلاب ضرور آیا ہے۔ اس ملک پر بھی انقلاب کے بادل تلے کھڑے ہیں، لیکن برسنے کی دیر ہے مگر سوال یہ ہے کہ اس انقلاب میں مسلمانوں کا رول کیا ہو گا؟ یا فقط گردش روزگار کے وہ صرف ایک تماشائی بن کر رہیں گے، جیسے کہ اب تک رہے ہیں۔

برہان بابت دسمبر ۸۲ء کے نظرات میں ان لکچروں کا ذکر آیا تھا جو راقم الحروف نے اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشمیر یونیورسٹی میں علامہ اقبال کے خطبات نومبر ۱۹۸۲ء میں دیئے تھے، اب اطلاعاً عرض ہے کہ اقبال انسٹی ٹیوٹ نے آفسٹ پر یہ لکچر شائع کر دیئے ہیں، شروع میں چھ صفحوں کا دلچسپ اور بصیرت افروز مقدمہ پروفیسر آل احمد سرور ڈائرکٹر کے قلم سے ہے، ضخامت ۹۸ صفحات، تقطیع متوسط، قیمت /۱۰ ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

© rasailojaraid.com